جمعرات 11 مارچ 2021ء | 26 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:60

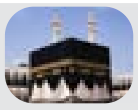

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔

(سورۃ آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بتانے کے بعد یہ فرمایا کہ کون ہے جو سچے دل سے ہمارے پاس آیا کہ اسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا پتہ نہ لگا۔ یعنی اس غرض سے آیا کہ اس نور کو دیکھے اور اس کو نہ دکھایا ہو۔ کیونکہ اب اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کا نور دیکھنے کے لئے مسیح موعود کے پاس ہی آنا ہو گا۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا ہی ارشاد ہے کہ چودہ سو سال کے بعد جب مسیح و مہدی آئے گا وہ میرے نور سے ہی منور ہو گا، میری روشنی ہی پھیلائے گا۔ پس آنحضرت ﷺ کی پیروی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ کی اس بات کی بھی پیروی کی جائے کہ چودھویں صدی میں جس مسیح و مہدی کا ظہور ہونا ہے اس کو بھی مانا جائے۔ یہ نہیں ہے کہ جیسے مسلمانوں کا آج کل یہی شیوہ ہے کہ جو مرضی کی باتیں ہوں وہ مان لیں اور کچھ نہ مانی۔ تو فرمایا کہ یہ تو گھٹیا اور گندی زندگی کو پسند کرنے والی باتیں ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خود اپنے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے کس طرح محبت کرو۔ ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا جب تک مَیں اسے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

(بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان)

تو یہ معیار بتایا ہے دنیاوی رشتوں کی مثال دے کر کہ صرف پیروی کا دعویٰ ہی نہیں کرنا بلکہ یہ جو دنیاوی رشتے ہیں، والدین اور بچے، ان سب سے زیادہ مَیں تمہارا پیارا بنوں۔ مجھے تم سب سے زیادہ پیار کرنے والے بنو۔ صحابہ نے جن میں بچے بھی تھے بوڑھے بھی تھے جوان بھی تھے انہوں نے اسی طرح قربانیاں دی ہیں اور اسی طرح پیار کیا ہے۔ بچوں نے اپنے والدین کو چھوڑنا گوارا کر لیا مگر آپ کا در نہ چھوڑا۔ پس آج ہمیں بھی وہی مثالیں قائم کرنی ہیں، انشاء اللہ۔ جس طرح آپؐ نے فرمایا، جو اسلام کی تعلیم ہے، اس کو ماننا ہے، اس پر عمل کرنا ہے اور دنیا کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ آپؐ کے لئے جو غیرت اور محبت اور عشق ہمارے دلوں میں ہونا چاہئے اس کے مقابلے میں ہر دوسری چیز اور ہر دوسرا رشتہ اور ہر قسم کی غیرت جو بھی ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی اتنی غیرت تھی کہ آپ معمولی سی زیادتی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کو ایسی باتیں سن کر جس قدر غم اور تکلیف پہنچتی تھی وہ ناقابل بیان ہے۔ آپ ایسے شخص کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے جس نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی نازیبا بات کی۔

(خطبہ جمعہ 10دسمبر 2004ء بحوالہ alislam.org)

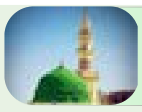

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں، وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

(بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرادؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک روز وضو فرمایا تو ہم آپؐ کے وضو کا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا ایسا تم کس سبب سے کر رہے ہو؟ ہم نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کی وجہ سے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بھی تم سے محبت کرے تو ہمیشہ سچ بولو، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں کبھی خیانت نہ کرو اور اپنے پڑوسی سے ہمیشہ حسنِ سلوک کرو۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الآداب باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق الفصل الثالث)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

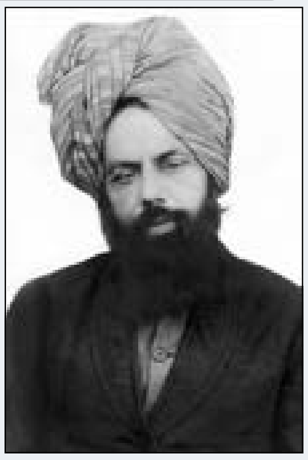

لقاءِ الٰہی کا واسطہ قرآن اور آنحضرت ﷺ ہیں

ہر ایک شخص کو خود بخود خدا تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں ہے اس کے واسطے واسطہ ضرور ہے اور وہ واسطہ قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ ہیں۔ اس واسطے جو آپ ﷺ کو چھوڑتا ہے وہ کبھی بامراد نہ ہو گا۔ انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اُسے قبول کرے اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ (الزمر:54)

اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم ﷺ کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپ ﷺ پر درود پڑھو۔ اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند رہو جیسے کہ حکم ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

(آل عمران:32)

یعنی اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرنا چاہتے ہو تو آنحضرت ﷺ کے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور رسول کریم ﷺ کی راہ میں فنا ہو جاؤ تب خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

جب لوگ بدعتوں پر عمل کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ کیا کریں دُنیا سے چھٹکارا نہیں ملتا یا کہتے ہیں کہ ناک کٹ جاتی ہے۔ ایسے وقت میں گویا انسان خدا تعالیٰ کے اس فرمان کو چھوڑتا ہے جو رسول کریم ﷺ کی اطاعت کا ہے اور خیال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنا بے فائدہ ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 321-322۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

اس شمارہ میں

- تری قُربت کی کوشش، بندگی معلوم ہوتی ہے (منظوم)
- تعارف سورۃ الذّٰریٰت (51 ویں سورۃ)
- تعارف صحابہ کرامؓ
- صحابیاتؓ کا حیاسے متعلق مثالی کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے

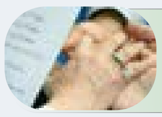

دربارِ خلافت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعائیں ہیں۔حضرت ابو بردہ بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کی طرف سے خوف محسوس کرتے تھے تو ان الفاظ میں دعا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

(سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب ما یقول الرجل اذا خاف قوما)

کہ اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ یعنی ہم ان کے شر سے تیری حفاظت میں آتے ہیں۔ ثبات قدم کے لئے، دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی۔شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ اے ام المومنین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تھے تو ان کی اکثر دعا کیا ہوا کرتی تھی؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید)

اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم کر دے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کثرت سے دعائیں کیں کہ ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں مگر ہمیں تو ان دعاؤں میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسی دُعا نہ بتادوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہے۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ یہ دعا کیا کرو اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ

بقیہ صفحہ 3 پر

آج کی دعا

سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی

(صحیح بخاری کتاب التفسیر)

ترجمہ:اے ہمارے پروردگار! تو پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں ۔اے میرے اللہ ! تو مجھے بخش دے۔

یہ پیارے رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ کی نماز میں پڑھنے والی پیاری دعا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ نازل ہونے کے بعد جب بھی آپ ﷺ نماز پڑھتے تو اس میں بکثرت یہ دعا مانگتے سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے محامد (تعریفیں) اور ثناء کے معارف اس طور پر کھولے ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور شخص پر اس طرح نہیں کھولے گئے۔

(بخاری کتاب التفسیر)

مرسلہ:مریم رحمٰن

تری قُربت کی کوشش ،بندگی معلوم ہوتی ہے

تری قُربت کی کوشش ،بندگی معلوم ہوتی ہے
وصالِ یار میں ہی زندگی معلوم ہوتی ہے

جوگزرے ایک لمحہ بھی،تری یادوں سے دُوری پر
مُجھے ہر اس گھڑی میں بے کلی معلوم ہوتی ہے

تغزّل ہو، تبسّم ہو ترے آنے کی خوشبو ہو
مرا یوں چونک جانا عاشقی معلوم ہوتی ہے

ہوئی روشن ترے دم سے مرے افکار کی دُنیا
وگرنہ سوچ کی ساری کجی معلوم ہوتی ہے

رواں دُنیا، ہیں گردش میں سبھی افلاک کے باسی
ٹھہر جاؤں اگر میں، سرکشی معلوم ہوتی ہے

مُجھے تو امتحاں لگتی ہے ساری زندگی پیارے
اسے یہ زندگی کیوں دل لگی معلوم ہوتی ہے

غمِ ہجراں، شبِ تاریک ہے اور میری تنہائی
یہ سجدہ ریز ہونے کی گھڑی معلوم ہوتی ہے

بہاروں میں خزاں کے پھول کب تک کھلتے رہتے ہیں
جوشبنم ہے گلوں پر عارضی معلوم ہوتی ہے

تجھے طارق کہاں تک زندگی نے آزمانا ہے
کہ اب جاتی تری افسردگی معلوم ہوتی ہے

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

ابو سلطان

تعارف سورۃ الذّٰریٰت (51 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 61 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

گزشتہ سورت کی طرح یہ سورت بھی مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔ نوڈ کلے نے اس سورۃ کا نزول نبوت کے چوتھے سال میں بیان کیا ہے۔ سابقہ سورت میں دو قیامتوں کے برپا ہونے کا ذکر کیا گیا تھا۔ ایک وہ روحانی قیامت (انقلاب) جو قرآنی تعلیمات کے ذریعہ برپا ہونی تھی اور ایک قیامتِ کبریٰ جو موت کے بعد برپا ہوگی اور پہلی قیامت (انقلاب) کو قیامت کبریٰ کے لیے بطور دلیل کے پیش کیا گیا ہے۔

اس سورت کا آغاز اس بھاری پیشگوئی سے ہوا ہے کہ قرآنی تعلیمات کے تابع نیک لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہوگی، ان بوجھل بادلوں کی طرح جو بڑے وسیع بنجر علاقے پر برسیں اور اس میں زندگی (روئیدگی) کی نئی لہر دوڑ جائے۔ چنانچہ یہ نیک لوگوں کا گروہ جو خود بھی ایک نئی روحانی زندگی پائیں گے، قرآنی تعلیمات کو ان بادلوں کی طرح زمین کے کناروں تک پھیلا دیں گے اور اس راہ میں کسی تکلیف کو خاطر میں نہ لائیں گے۔ یہ پیشگوئی جو بظاہر ایک انہونی بات تھی، جب ناقابل تردید حقیقت کا روپ دھارے گی تو قیامت کبریٰ کی تائید میں دلیلِ قاطع ثابت ہوگی۔

یہ سورت مزید بتاتی ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی رسول مبعوث ہوتا ہے جو اپنی قوم کو بتاتا ہے کہ قبر کے بعد بھی ایک نئی زندگی ملے گی اور ہر جان اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہوگی تو وہ اس سے تمسخر سے کام لیتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے اور ظلم و تعدی سے کام لیتے ہیں اور اس سورت میں قوم لوط کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ ان کو ان کی بے اعتدالیوں اور غیر فطرتی حرکتوں اور بد اعمالیوں کی وجہ سے سزا ملی۔ مزید براں اس سورت میں فرعون کو ملنے والی عبرت ناک سزا اور قوم عاد، ثمود اور قوم نوح کو ملنے والی سزاؤں کا ذکر ہے۔ اپنے اختتام پر یہ سورت انسان کی تخلیق کے اعلیٰ مقصد کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ اسے اپنی ذات میں خدائی صفات اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب دعااللّٰھم انانسئلك من خیر۔۔حدیث نمبر 3521))

اے اللہ! ہم تجھ سے اس خیر کے طالب ہیں جس خیر کے طالب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہم ہر اس شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے پناہ طلب کی تھی اور اصل مددگار تُو ہی ہے اور تجھ ہی سے ہم دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ تو ہم نیکی کرنے کی طاقت پاتے ہیں اور نہ ہی شیطان کے حملوں سے بچنے کی قوت۔ پھر ابو ہانی بتاتے ہیں کہ انہوں نے عبدالرحمن الحُبُلی سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے، وہ دونوں کہتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام بنی نوع انسان کے دل خدائے رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ایک دل کی مانند ہیں، وہ اسے جیسا چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ۔

(مسلم کتاب القدر باب تصریف اللہ تعالی القلوب کیف شاء)

اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔ اطاعت سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام کی اطاعت بھی ہے۔ اس کے لئے خاص طور پر یہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

ظالموں کے ظلم سے نجات پانے کے لئے جو دعا آپ نے سکھائی اس کا ایک روایت میں ذکر آتا ہے۔ خالد بن عمران روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے لئے یہ دعائیں کئے بغیر مجلس سے کم ہی اٹھتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت یوں بانٹ جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ایسی اطاعت کی توفیق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے۔ اور تو ہمیں ایسا یقین عطا کر جس سے تو ہم پر دنیا کے مصائب آسان کر دے۔ اور تو ہمیں ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں اور ہماری قوتوں سے تب تک فائدہ اٹھانے کی توفیق دے جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اور اسے ہمارا وارث بنا۔ اور ہمارے اوپر ظلم کرنے والے سے ہمارا انتقام لینے والا تو ہی بن۔ اور ہم سے دشمنی رکھنے والے کے مقابل پر ہماری مدد فرما۔ ہمارے مصائب ہمارے دین کی وجہ سے نہ ہوں۔ اور دنیا کمانا ہی ہماری سب سے بڑی فکر اور ہمارے علم کا مقصود نہ ہو۔ اور تو ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔ (جامع ترمذی کتاب الدعوات باب دعااللّٰھم اقسم انامن خشتیك۔۔حدیث نمبر 3502)

پھر حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میری مدد کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا اور میری نصرت کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا اور میرے حق میں تدبیر کر مگر میرے خلاف تدبیر نہ کرنا اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان بنا دے اور مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد کر۔ اے اللہ مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا، کثرت سے تیرا ذکر کرنے والا، تجھ سے بہت ڈرنے والا اور اپنا بے حد مطیع اور اپنی طرف جھکنے والا، بہت نرم دل اور جھکنے والا بنا دے۔ اے اللہ میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھوڈال اور میری دعا قبول کر اور میری دلیل کو مضبوط بنا دے اور میری زبان کو درستگی بخش اور میرے دل کو ہدایت عطا کر اور میرے سینے کے کینے کو دور کر دے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات)

(خطبہ جمعہ 13/ اکتوبر 2006ء)

غلام مصباح بلوچ

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت منشی ہاشم علی صاحب رضی اللہ عنہ۔سنور

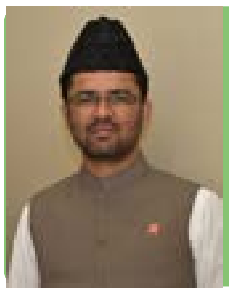

حضرت منشی ہاشم علی صاحب رضی اللہ عنہ ولد میاں محمد بخش صاحب قوم ارائیں سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور تحصیل برنالہ میں پٹواری تھے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ بیعت سے قبل کے عقیدت مندوں میں سے تھے چنانچہ آغاز احمدیت میں ہی سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہوگئے اور عقیدت اور ارادت مندی میں دن بدن بڑھتے چلے گئے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں تحریر فرمایا ہے: ''اب میں اُن مخلصوں کا نام لکھتا ہوں جنھوں نے حتی الوسع میرے دینی کاموں میں مدد دی یا جن پر مدد کی امید ہے یا جن کو اسباب میسر آنے پر طیار دیکھتا ہوں۔'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 520) چنانچہ ان مخلصین کے ناموں میں 21 ویں نمبر پر حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: ''منشی حشمت اللہ صاحب مدرس مدرسہ سنور اور منشی ہاشم علی صاحب پٹواری تحصیل برنالہ اس عاجز کے یکرنگ مخلصین میں سے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کا مددگار ہو۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 533)

آپ پہلے پٹواری تھے ، بعد ازاں گرداور بن گئے چنانچہ اپنی اس ڈیوٹی کے سلسلے میں برنالہ، سردول گڑھ اور سنگت کلاں وغیرہ مختلف جگہوں پر متعین رہے، جہاں بھی رہے احمدیت کا نمائندہ اور عمدہ نمونہ بن کر رہے۔ جماعت کی مالی تحریکات میں خود بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور دوسروں کو بھی اس کی اہمیت سمجھاتے ہوئے اس میں شامل ہونے کی تلقین کرتے۔ جماعتی لٹریچر میں متعدد جگہوں پر آپ کی مالی قربانی اور ایثار کا ذکر محفوظ ہے جس میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

خلافت اولیٰ کے آغاز میں خالصہ قوم میں تبلیغ کے لیے ایک مجلس ''سادھ سنگت'' کے نام سے قائم ہوئی جس کے لیے آپ نے بھی امداد کا وعدہ فرمایا جس پر اخبار الحکم لکھتا ہے: ''منشی ہاشم علی کے ذکر پر میں اپنے دل میں جوش پاتا ہوں کہ اُن کے نمونہ کو قوم کے سامنے رکھوں کہ وہ خدمت دین کے لیے اپنے مال کو کس طرح قربان کرنے کے لیے طیار رہتے ہیں۔ سادھ سنگت کے ممبر چاہتے ہیں کہ منشی ہاشم علی صاحب کی طرف سے ہی ایک ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام دوستوں کے اموال میں اور نفوس میں برکت رکھ دے۔''

(الحکم 21/28 جولائی 1909ء صفحہ 10)

اسی طرح خلافت اولیٰ میں ہی ممالک غیر میں تبلیغ کے لیے آپ کا جوش ذکر کرتے ہوئے اخبار الحکم لکھتا ہے: ''مکرم مخدوم منشی ہاشم علی صاحب مصرم بندوبست سردول گڑھ نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس مد میں ایک روپیہ ماہوار دیں گے۔منشی ہاشم علی صاحب کو قدرت نے خدمت دین کے لیے ایک فیاض اور پُر جوش دل عطا کیا ہے، سابق بالخیرات ہونے کی انھیں ہمیشہ آرزو رہتی ہے۔ مجھے آج تک کوئی تحریک یاد نہیں جس میں سب سے اول انھوں نے شمولیت کے لیے قدم نہ اٹھایا ہو، ایک متمول اور خوش حال آدمی کے لیے سو پچاس خرچ کر دینا اتنا مشکل نہیں ہوتا جس قدر ایک معمولی آدمی کے لیے چند پیسے دینا مگر منشی ہاشم علی صاحب ہر دینی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں اور اپنی ذاتی ضروریات پر وہ دینی ضرورتوں کو مقدم کرتے ہیں، اس لحاظ سے ان کی ایک روپیہ ماہوار کی امداد نہایت قیمتی اور قابل قدر امداد ہے، اللہ تعالیٰ اُنھیں جزائے خیر دے۔''

(الحکم 28جولائی 1910ء صفحہ 10)

قادیان میں تعمیر مدرسہ کے متعلق اخبار بدر لکھتا ہے: ''برادر منشی ہاشم علی صاحب احمدی گرداور ریاست پٹیالہ بدر میں تعمیر مدرسہ کی خبر پڑھ کر اپنی وسعت کے مطابق تعمیر مدرسہ کے واسطے کچھ نقد ارسال کرتے ہیں اور کچھ ماہواری چندہ مقرر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں میری استطاعت بہت تھوڑی ہے ورنہ دل تو چاہتا ہے کہ لاکھ کا لاکھ میں ہی دے دوں...''

(بدر 29 فروری 1912ء صفحہ 7)

خلافت ثانیہ کے موقع پر غیر مبائعین کے پروپیگنڈے کو مٹانے کے لیے کوشاں رہے، اس سلسلے میں ایک مرتبہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا: ''حضور کا خطبہ جمعہ مورخہ 10/ستمبر جس میں خواجہ صاحب کے مطالبہ کا جواب ہے اور 13/ستمبر کے الفضل میں شائع کیا گیا ہے، بلحاظ اپنی اہمیت کے اس قابل ہے کہ جیسے پانچ سوالوں کا جواب اس عاجز کی تحریک پر علیحدہ چھپ کر مفت تقسیم ہو چکا ہے اسی طرح اس کی بھی ایک ہزار کاپی ٹریکٹ کی شکل میں چھپے جس کی لاگت خاکسار دینے کو تیار ہے۔'' جس پر اخبار الفضل نے لکھا: ''آپ کی یہ نیک تحریک واقع میں قابل تائید اور ضروری التعمیل ہے پھر اس کے ساتھ مالی قربانی کی مثال اور بھی لائق تحسین و تقلید ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔'' (الفضل 30 ستمبر 1915ء صفحہ 1) اسی طرح اخبار الفضل 5/مئی 1917ء صفحہ 1 پر ''ایک ہزار کے لیے اپیل'' کی تحریک میں آپ کا اخلاص بھرا خط شائع شدہ ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ کے علاوہ بھی جلسہ سالانہ کے اخراجات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، اس سلسلے میں آپ نے یہ وعدہ کیا ہوا تھا کہ جلسہ سالانہ میں نمک کا خرچ آپ ادا کریں گے، جلسہ سالانہ 1915ء کے موقع پر آپ کا ذکر یوں درج ہے: ''اخویم مکرم جناب منشی ہاشم علی صاحب سنوری گرداور قانون گو (پٹیالہ) نے جلسہ سالانہ کے متعلق نمک کا کل خرچ اپنے ذمہ لیا جس کا سابقاً اعلان ہو چکا ہے، اب آپ نے مبلغ آٹھ روپے علی الحساب بھیج دیے ہیں، اس سے زیادہ جو ہوگا وہ بھی ان شاء اللہ خود آکر دے دیں گے، مرحبا، جزاہ اللہ۔'' (الفضل 19 دسمبر 1915ء صفحہ 2 کالم 3) اسی صفحہ پر ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت کے لیے آپ نے 10 جلدیں فروخت کرانے کا وعدہ مذکور ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے اخبار الفضل میں اعلان شائع کرایا کہ کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا فرانسیسی ترجمہ چھپ کر تیار ہے، اخباروں وغیرہ میں اس کے اشتہار کے لیے کچھ روپوں کی ضرورت ہے، احباب اس مد میں مدد کریں، تو حضرت منشی ہاشم علی صاحبؓ نے فوراً اس پر لبیک کہا، اخبار الفضل لکھتا ہے: اس کے متعلق منشی ہاشم علی صاحب گرداور جو بہت مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں، لکھتے ہیں: ''فرانسیسی کتاب

کے متعلق جناب مفتی محمد صادق صاحب نے تھوڑی سی رقم بہت جلد منگائی ہے اور الفضل میں درج ہے کہ روپیہ معرفت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جمع ہو کر آنا چاہیے، اس لیے مبلغ ساڑھے آٹھ روپیہ کا منی آرڈر اسی وقت ڈاکخانہ میں بھیج دیا جس کی کوپن پر تفصیل حسب ذیل درج ہے: خاکسار کتاب الحروف امداد فرانسیسی کتاب پانچ روپیہ ..... خدا کرے اگلی اشاعت میں ہی الفضل لکھ دے کہ مفتی صاحب کے مطالبہ سے زیادہ رقم جمع ہو چکی ہے، آمین ثم آمین۔'' ہم جناب منشی صاحب موصوف کو جزاک اللہ احسن الجزاء کہتے ہوئے دوسرے احباب کے سامنے ان کی مثال پیش کر کے توجہ دلا دیتے ہیں کہ وہ بھی ولایت فنڈ میں اسی جوش کے ساتھ حصہ لیں تا کہ مفتی صاحب کی مطلوبہ رقم بہت جلد جمع ہو سکے۔''

(الفضل 9 جون 1917ء صفحہ 2)

اسی طرح اخبار الفضل 28 جولائی 1917ء صفحہ 2 پر آپ کے دینی اخلاص کا ذکر یوں درج ہے: ''مکرمی ہاشم علی صاحب گرداور سنگت کلاں بڑے مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں، ہر تحریک میں بڑے اخلاص سے حصہ لیتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی ہمت میں اور برکت دے اور دیگر احباب کو ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔'' صاحب موصوف اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں: ''الفضل 14 جولائی 1917ء کے مضامین عید الفطر، تبلیغ انگلستان۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب ہسپتال کے لئے چندہ مانگتے ہیں، نے دل بیتاب کو بالکل بے قرار کر دیا، اپنی ذمہ داریوں کے مقابلہ میں جب کبھی کمزوری، لاپرواہی کو رکھا تو بہت افسوس ہوا، اس اخبار سے دل میں بہت ہی درد پیدا ہوا جس کی تھوڑی سی دوا پھر اکر پیدا کی ہے جو بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ارسال کر دیے ہیں۔ گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف۔''

آپ نے 28 مارچ 1925ء کو وفات پائی، میت قادیان نہ آسکی بوجہ موصی (وصیت نمبر 2287) ہونے کے یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

''جناب منشی ہاشم علی صاحب کا انتقال''

''جناب منشی صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بہت پرانے خدام میں سے نہایت مخلص اور سلسلہ سے خاص محبت اور شیفتگی رکھنے والے تھے، 28 مارچ 1925ء کی صبح کو 65 سال کی عمر میں فوت ہو کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم میں وہ تمام خوبیاں اور صفات پائی جاتی تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اصحاب اوّلین کے لئے مخصوص ہیں، باوجود پیرانہ سالی کے اشاعت سلسلہ میں نوجوانوں سے بڑھ کر جوش رکھتے اور تبلیغ کا کوئی موقعہ نہ جانے دیتے۔ ہمیشہ اپنی استطاعت سے بڑھ کر سلسلہ کی مالی مدد کرتے اور ہر تحریک میں پیش پیش رہتے۔ ایسے مخلص اور ایثار مجسم بزرگ کی وفات یقیناً نہایت رنج دہ اور افسوسناک ہے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو دینی خدمات میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ سب احباب مرحوم کے لیے دعا مغفرت کریں۔''

(الفضل 21 اپریل 1925ء صفحہ 2)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے لکھا: ''حضرت منشی ہاشم علی صاحب کا نام میری کسی معرفی کا محتاج نہیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت ہی پرانے مخلصین میں سے تھے، آپ دعوے سے بھی پہلے حضور کے ساتھ تعلق محبت و ارادت رکھتے تھے.... مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے۔ وہ سلسلہ کے نہایت ہی مخلص اور فدائی تھے۔ سلسلہ کے تمام کاموں اور تحریکوں میں سب سے اول حصہ لینے کی خواہش رکھتے تھے اور لیتے تھے۔ ہمیشہ مالی قربانیوں میں اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لیتے۔ سالانہ جلسہ کی تقریب پر لنگرخانہ میں اجناس اور دوسری اشیاء کے دینے کی سب سے ابتدائی تحریک ان کی طرف سے ہوئی تھی۔ انھوں نے نمک کا کل خرچ لے کر اس مبارک تحریک کا آغاز کیا اور مجھے یقین ہے کہ ان کا اخلاص ہمیشہ اس نیک عمل کو صدقہ جاریہ کی صورت میں اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے ماتحت رکھے گا۔ سلسلہ کی کتابوں اور خبارات کی اشاعت میں بڑی کوشش کرتے تھے۔ کبھی اور کسی حال میں ان کو کوئی شک و شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ غرض مرحوم بہت بہت سی خوبیوں کے جامع تھے....''

(الحکم 7/14 اپریل 1925ء صفحہ 6)

حضرت منشی ہاشم علی صاحبؓ کے پڑپوتے مکرم نثار احمد شمس صاحب ٹورانٹو نے اپنی والدہ محترمہ مبارکہ مختار سنوری صاحبہ کے حوالے سے اولاد کی تفصیل میں بتایا ہے کہ ان کے پانچ بچے تھے:

1۔ محترم چودھری محمد اسماعیل صاحب پلیڈر (1939ء میں وصیت کی تھی، ابھی وصیت کی منظوری نہیں آئی تھی کہ وفات ہوگئی اور عام قبرستان قادیان میں دفن ہوئے۔ ان کے بیٹے چودھری مختار احمد سنوری صاحب (وفات: 10 جنوری 1995ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) جھنگ میں 25 سال تک سیکرٹری امور عامہ رہے، آگے ان کی اولاد میں وقار احمد ناصر صاحب، شاکرہ رفیق حیات صاحبہ اہلیہ محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے، افتخار احمد سنوری صاحب، ڈاکٹر شائستہ اظہر صاحبہ، ناصرہ ریحان صاحبہ اور نثار احمد شمس صاحب ہیں۔)

2۔ محترمہ انوری بیگم صاحبہ

3۔ محترمہ رحمت بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میاں رحمت اللہ سنوری صاحب ابن حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ (یہ نکاح حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں پڑھا گیا تھا بلکہ حضرت منشی صاحبؓ نے اپنی طرف سے حضرت اقدسؑ کو اپنا وکیل بننے کی درخواست کی تھی جو حضور نے منظور فرمائی۔ بدر 11 اپریل 1907ء صفحہ 10) حضرت رحمت بیگم صاحبہ کا یادگاری کتبہ (وصیت نمبر 1262) بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔

4۔ محترمہ سلامت النساء صاحبہ (ولادت: اندازاً 1897ء۔ وفات: 1962ء) ان کی شادی غیر احمدی گھرانے میں ہوئی تھی مگر تبلیغ کر کے خاوند کو بھی احمدی بنا لیا۔ نہایت مخلص اور جماعتی طور پر ہر کام میں باقاعدگی سے حصہ لیتی تھیں۔ قرآن کریم پڑھانے کا از حد شوق تھا اور کئی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ ہر لحاظ سے دینی کاموں کو مقدم رکھتی تھیں۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے بیٹے محمد احمد قمر سنوری صاحب (قائد خدام الاحمدیہ سیالکوٹ) کے پاس سیالکوٹ میں رہیں۔

(الفضل 20 مارچ 1962ء صفحہ 6)

5۔ محترم قطب الدین صاحب (پاکستان بننے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے)

☆...☆...☆

مرسلہ: درثمین احمد جرمنی

صحابیاتؓ کا حیا سے متعلق مثالی کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے

قسط سوئم

حضرت ام سلمیٰ نے جواب دیا مدینے کا۔ پوچھا کوئی تمہارے ساتھ ہے۔ جواب میں بولیں ’’خدا تعالیٰ اور یہ بچہ۔‘‘ عثمان بن طلحہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، نے کہا تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں۔ یہ کہہ کر اونٹ کی مہار (رسی) پکڑ لی اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا اس سفر کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ میں نے ایسا شریف انسان کبھی نہیں دیکھا۔ راستے میں جب کہیں ٹھہرنا ہوتا۔ تو اونٹ کو بٹھا کر خود عثمان کہیں دور درخت کے نیچے چلا جاتا۔ اور روانگی کا وقت آتا تو کجاوہ اونٹ پر رکھ کر دور ہٹ جاتا۔ اور کہتا کہ اب سوار ہو جاؤ غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتے ہوئے جب یہ لوگ قبا کے مقام پر پہنچے۔ تو عثمان نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ کہ لو اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں۔ اور عثمان نے واپس مکہ کا راستہ لیا۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا جب مدینہ پہنچیں اور لوگوں کے پوچھنے پر اپنے باپ کا نام بتاتیں تو لوگ یقین ہی نہ کرتے کیونکہ انہیں یقین نہ آتا کہ اتنے معزز گھرانے کی بیٹی اکیلا سفر کرسکتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے تو حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ہجرت مدینہ کی۔ آپؓ لوگوں کی حیرت پر خاموش ہو جاتیں۔ جب حج کا زمانہ آیا اور ام سلمیٰ نے اپنے گھروالوں کو خط بھیجا تب لوگوں کو یقین آیا کہ یہ ابی امیہ کی بیٹی ہیں کیونکہ ابی امیہ مکہ کے معزز شخص تھے چنانچہ ام سلمیٰ کی عزت مدینے والوں کی نظروں میں اور بھی بڑھ گئی۔‘‘

(سیرت ام سلمیٰؓ صفحہ 6,5)(ماخوذ از ازواج مطہرات وصحابیات کا انسائیکلوپیڈیا صفحہ 161)

امّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ کے یہودی قبیلہ بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں جس کا شجرۂ نسب حضرت ہارون علیہ السلام تک جاتا تھا اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا تھا۔ جنگ خیبر کے دوران کچھ لوگ قید ہوئے جن میں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! صفیہؓ بنو قریظہ اور بنونضیر کی شہزادی ہیں، وہ آپؐ کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صفیہؓ پیش ہوئیں تو آپؐ نے ان کی تکریم کی اور فرمایا کہ تم اپنے دین پر رہنا چاہو تو تمہیں اس کا پورا اختیار ہے، تم پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں۔ ہاں! اگر اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرو تو اس میں بہرحال تمہاری بھلائی ہے۔ صفیہؓ نے کہا میں آپؐ کو سچا سمجھتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں سچا ہوں مگر جو میں نے بتایا ہے اس کے پیش نظر فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے۔ چنانچہ صفیہؓ نے اللہ، اس کے رسول اور اسلام کو اختیار کرلیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف انہیں آزاد کر دیا بلکہ انہیں یہ بھی اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو آپؐ کے عقد میں آسکتی ہیں اور اگر چاہتی ہیں تو اپنے خاندان والوں کے پاس بھی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں آنے کو ترجیح دی۔ آپؐ نے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ بار بار اور مسلسل ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ کوئی نہ کوئی دوسری راہ حضرت صفیہؓ کے سامنے آتی رہی جس کی وجہ سے آپؓ کا رخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری طرف بھی مڑ سکتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپؓ کی سمت وہی معین کئے رکھی جو اُس کی تقدیر کے تحت آپؓ کو خواب میں بتائی گئی تھی۔

(ماخوذ از ازواج مطہرات وصحابیات کا انسائیکلوپیڈیا صفحہ 213,214)

خاص حجاب کا اہتمام

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اپنے اقرباء اور اپنی آزادی پر اللہ اور اس کے رسولؐ کو ترجیح دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں آنا پسند فرمایا تو صحابہؓ اس انتظار میں تھے کہ اگر آپؐ حضرت صفیہؓ کو پردہ میں لے آئے تو پھر وہ امہات المومنین میں سے ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرایا تو پھر کنیز کے طور پر ہوں گی کیونکہ اس زمانہ کے عرب رواج کے مطابق لونڈیوں کو اپنے مالکوں کے کام کاج اور سودا سلف وغیرہ لانے کی مجبوریوں سے گھر سے باہر بھی جانا پڑتا تھا۔ ان کا پردہ نسبتاً نرم اور ہلکا ہوتا تھا جبکہ شریف خاندانوں اور بالخصوص ازواج النبیؐ کا پردہ معیاری و مثالی اور ایک عمدہ نمونہ تھا جس میں چہرہ کے پردہ کا خاص اہتمام بھی شامل تھا۔ لونڈی کے پردہ کا شریف بیبیوں کے پردہ سے فرق کا اشارہ سورۃ احزاب کی آیت ذَالِكَ أَدْنَى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (الاحزاب: 60) میں بھی موجود ہے۔ یعنی مومن عورتیں چادر کے گھونگھٹ کا پردہ اختیار کریں جو اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں کوئی ایذا نہ دی جا سکے۔

حضرت ابنِ عباسؓ اس آیت کا یہ پس منظر بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں عرب عورتوں کا لباس بلا امتیاز آزاد عورت یا لونڈی ایک قسم کا ہوتا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو چادر لینے کا حکم دیا کہ وہ لونڈیوں جیسا لباس نہ رکھیں۔ اس پردہ کا مدینہ کے اوباش بھی لحاظ کیا کرتے تھے ..... گھونگھٹ والی چادر کا پردہ معزز خواتین کے لئے ایسا مخصوص ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں کسی لونڈی کو اس پردہ کے اختیار کرنے کی اجازت نہ دیتے اور فرماتے تھے کہ گھونگھٹ والی چادر کا پردہ آزاد عورتوں کے لئے ہے تاکہ وہ کسی چھیڑ خانی اور ایذا رسانی سے بچ سکیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کو ایسا پردہ کئے دیکھا تو اسے سختی سے اس سے روک کر فرمایا کہ آزاد عورتوں سے مشابہت اختیار نہ کرو۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ اسیرانِ جنگ میں سے تھیں، انہیں حرم میں شامل کرنے کے لئے کسی الگ اعلانِ نکاح کی ضرورت نہیں تھی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ ’’اگر وہ (لونڈیوں) مکاتبت کا مطالبہ نہ کریں تو ان کو بغیر نکاح کے اپنی بیوی بنانا جائز ہے یعنی نکاح کے لئے ان کی لفظی اجازت کی ضرورت نہیں۔‘‘ چنانچہ صحابہ کرامؓ قیاس آرائیاں کرنے لگے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو محض ایک لونڈی کے طور پر قبول فرمایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے پردہ کا خاص اہتمام نہیں کروائیں گے اور اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور اُمّ المومنین ہیں تو ان سے دیگر ازواج جیسا مثالی پردہ کروایا جائے گا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازواج مطہرات جیسا ہی پردہ کروایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فعل اعلانِ نکاح و شادی سمجھا گیا اور صحابہؓ کی تشفّی ہو گئی۔

(ماخوذ از ازواج النبیؐ، حضرت صفیہؓ، صفحہ 187)

اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنی ایک بیوی کے ساتھ جن کا نام صفیہ تھا شام کے وقت گزر رہے تھے کہ دو آدمی سامنے سے آرہے ہیں اور آپ کو کسی وجہ سے شبہ ہوا کہ ان کے دل میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ میرے ساتھ کوئی اور عورت ہے ان کی بیوی کا چہرہ ننگا کر دیا کہ دیکھ لو یہ صفیہ ہے اگر منہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا تو اس قسم کا خطرہ کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔

(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد اول صفحہ 202)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’.....بخاری کی ایک اور حدیث حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ عسفان سے واپسی کے وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹنی پر حضرت صفیہؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ اونٹنی کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے دونوں گر پڑے اور ابوطلحہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دینے کے لئے لپکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا خیال کرو۔ یعنی مجھے چھوڑو۔ میرا احترام اور عزت اپنی جگہ مگر جہاں حادثے ہوں وہاں سب سے پہلے عورت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس سے ایک تو یہ پتہ چلتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں صنفِ نازک کا کتنا خیال تھا۔ سب سے دنیا کی مقدس سب سے معزز ہستی خود وہ تھے اور تبھی خیال گزرتا ہے کہ اگر بچانا ہے تو سب سے پہلے آپؐ کو بچایا جائے لیکن وہ جو بے اختیار بچانے کے لئے آپؐ کی طرف دوڑا ہے اس کو کہا عورت کا خیال کرو عورت کا خیال کرو اور حضرت ابوطلحہؓ نے خیال کیسے رکھا؟ احادیث میں یہ آتا ہے کہ آپؓ نے اپنے چہرے پر پردہ ڈالا اور حضرت صفیہؓ پر چادر پھینکی اور جب ان کا جسم سنبھل گیا اور پردے میں آ گیا تب ان کی مدد کی کہ وہ اٹھیں اور محفوظ جگہ پر پہنچیں۔‘‘

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مستورات سے خطابات، خطاب 8 ستمبر 1995ء، صفحہ 438-439)

اُمّ المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد اور قبیلۂ قریش کی سید زادی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الٰہی منشاء کے تابع ہونیوالی اس بابرکت شادی کے موقع پر نہایت عمدہ اور خصوصی دعوتِ ولیمہ کا انتظام کیا۔حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینبؓ بنت جحش کی شادی کے موقع پر حضورؐ نے بہت لوگوں کو دعوت دے کر بلایا۔لوگ باری باری دس دس کی ٹولیوں کی صورت میں حضرت زینبؓ کے لئے تیار کئے گئے کمرہ میں آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے۔آخر میں کچھ لوگ کھانا کھا کر وہیں بیٹھ رہے اور ادھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔اس موقع پر حضورؐ کئی دفعہ اس کمرے کے پاس آ کر اس انداز میں کھڑے ہوئے جیسے انسان مجلس برخواست کرنے کے لئے اٹھتا ہے،لیکن بعض احباب پھر بھی بیٹھے رہے حتی کہ آنحضورؐ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔اس موقع پر سورۃ احزاب کی آیت حجاب اتری جس میں دعوتوں وغیرہ کے موقع پر بعض دیگر احکام بھی ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے مگر اس طرح نہیں کہ اس کے پکنے کا انتظار کر رہے ہو لیکن (کھانا تیار ہونے پر) جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہوا اور جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور وہاں (بیٹھے) باتوں میں نہ لگے رہو۔یہ (چیز) یقیناً نبی کے لئے تکلیف دہ ہے مگر وہ تم سے (اس کے اظہار پر) شرماتا ہے اور اللہ حق سے نہیں شرماتا۔اور اگر تم اُن (ازواجِ نبی) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ (طرزِ عمل) ہے۔اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اس کے بعد کبھی اُس کی بیویوں (میں سے کسی) سے شادی کرو۔یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔

(الاحزاب:54)(ماخوذ از:ازواج النبیؐ،حضرت زینبؓ بنت جحش،صفحہ 142-143)

زینب بنت جحشؓ کی حیا کی انتہا

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش پہلی خاتون ہیں جن کی قبر پر شامیانہ لگایا گیا اور ان کے جسدِ خاکی کے لیے تابوت بنایا گیا تا کہ نامحرموں کی نظروں سے جسمِ اطہر بچا رہے۔۔۔۔

(ازواج مطہرات وصحابیات کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ 155,156)

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی خواہش تھی کہ قبر میں میت اتارنے کی سعادت حاصل کریں۔لیکن امہات المومنینؓ کا ارشاد تھا کہ انھیں قبر کے سپرد وہی افراد کریں گے جو زندگی میں ان کے پاس آتے جاتے تھے یعنی جن سے شرعاً پردہ نہ تھا۔چنانچہ حضرت اسامہ بن زید، محمد بن عبداللہ بن جحش،عبداللہ بن احمد، محمد بن طلحہ بن عبداللہ نے حضرت زینب کو جنت البقیع میں قبر میں اتارا۔جب نعش قبر میں اتاری جانے لگی تو کپڑا تان کر پردہ کر لیا گیا۔

(زینب بنت جحشؓ صفحہ 31,32 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ پاکستان)

حضرت سودہؓ کی حیاتِ مبارکہ کے واقعات

حضرت سودہؓ چونکہ دراز قد تھیں اس لیے پہچانی جاتی تھیں۔ایک دفعہ جب باہر تشریف لے گئیں۔تو حضرت عمرؓ نے آپؓ کو پہچان لیا اور کہا:سودہ! ہم نے تم کو پہچان لیا۔یہ جملہ حضرت سودہؓ کو ناگوار گزرا۔آپؓ نے نبی کریمؐ سے اس کی شکایت کی۔اس واقعہ کے بعد پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

(بحوالہ سیرت حضرت سودہ صفحہ 14)(ماخوذ از:ازواج مطہرات وصحابیات کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ 90)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج کو فرمایا ”میرے بعد گھر میں بیٹھنا“ حضرت سودہؓ اور حضرت زینب بنت جحش نے اس قدر سختی سے اس پر عمل فرمایا کہ اس کے بعد کبھی حج کے لئے بھی نہیں گئیں۔

(بحوالہ ازواج مطہرات وصحابیات کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ 91)

ایک بار ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی: آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ باقی ازواج کی طرح حج کرتی ہیں نہ عمرہ؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:میں نے حج وعمرہ کر لیا ہے۔چونکہ میرے ربّ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے لہٰذا خدا کی قسم! اب میں پیامِ اجل (موت) آنے تک گھر سے باہر نہ نکلوں گی۔راوی فرماتے ہیں:اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہا گھر کے دروازے سے باہر نہ نکلیں یہاں تک کہ آپ کا جنازہ ہی گھر سے نکالا گیا۔

(ماخوذ:ازواج مطہرات وصحابیات کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ 89,90 ۔ درمنثور، پ 22 الاحزاب، تحت الآیۃ 33, 6/599)

اُمّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شاہانِ عرب وعجم کو اسلام کی دعوت دی تو قبطی قوم کے عظیم راہنما مقوقس والئ مصر کو بھی ایک خط لکھا۔مقوقس نے حضورؐ کے خط کا بہت احترام کیا اور خیر سگالی کے طور پر خط کے جواب کے ساتھ قبطی قوم کی عالی نسل کی دو لڑکیاں بھی تحفتاً بھجوائیں۔ایک ان میں سے حضرت ماریہؓ تھیں۔جن کو آنحضرتؐ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔حضرت ماریہ کے بطن سے حضورؐ کے فرزند ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے جو کم سنی میں ہی وفات پا گئے۔پھر چونکہ حضرت ماریہؓ کسی جنگ میں اسیر ہو کر نہیں آئی تھیں اس لئے ان کی آزاد حیثیت برقرار تھی اور وہ ملک یمین قرار نہیں پا سکتی تھیں۔یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہؓ سے شروع سے ہی پردہ کروایا۔اور یہ امر مسلمہ فقہی مسئلہ ہے کہ پردہ صرف آزاد عورت ہی کر سکتی ہے۔

(ماخوذ از:ازواج النبیؐ صفحہ 206 تا223)

حضرت اُمّ عمّارہؓ کا اصل نام نسیبہ بنت کعب بن عمر تھا۔انصار کے قبیلہ خزرج کے نجار خاندان سے تعلق تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کی والدہ سلمٰی بھی اسی خاندان سے تھیں اور اسی وجہ سے آنحضورؐ اور تمام مسلمان اس خاندان کی بڑی قدر کرتے تھے۔حضرت اُمّ عمّارہ 584ء میں پیدا ہوئیں۔آپؓ یثرب کی وہ پہلی خاتون تھیں جنہیں بیعتِ عقبیٰ ثانیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔آپؓ کی پہلی شادی چچازاد حضرت زیدؓ بن عاصم سے ہوئی جن سے دو بیٹے حضرت عبداللہؓ اور حضرت حبیبؓ پیدا ہوئے۔جنگ بدر میں حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کی شادی حضرت عربہ بن عمرؓ سے ہوئی جن سے دو بچے تمیم اور خولہ پیدا ہوئے۔

حضرت اُمّ عمّارہؓ کو غزوۂ اُحد، غزوۂ خیبر، غزوۂ حنین اور جنگ یمامہ کے علاوہ صلح حدیبیہ، بیعتِ رضوان اور فتح مکّہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت کا شرف حاصل ہوا۔غزوۂ اُحد سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو چند دیگر خواتین کے ہمراہ لشکر کے ساتھ جا کر زخمیوں کی مرہم پٹّی کرنے اور پانی پلانے کی اجازت عطا فرمائی۔جب جنگ کے دوران مسلمانوں کے درّہ چھوڑ دینے کے نتیجہ میں کفّار کا بھرپور حملہ ہوا تو حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے جن کا حلیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا جلتا تھا۔اس پر کفّار نے یہ خبر پھیلا دی کہ رسول اکرمؐ مارے گئے ہیں۔پھر ایک ایسا وقت آیا جب آنحضورؐ کی حفاظت کے لئے صرف حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ باقی رہ گئے۔ابن قمیئہ نے موقع سے فائدہ اٹھا کر آنحضورؐ کو ایک پتھر مارا جس سے آنحضورؐ کے خود کی کڑیاں رخسار مبارک میں دھنس گئیں۔ایسے میں حضرت اُمّ عمّارہؓ مشکیزہ اٹھائے زخمیوں کی مرہم پٹی میں مصروف تھیں کہ اچانک آپؓ کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو سب کچھ وہیں چھوڑ کر آنحضورؐ کی طرف دوڑیں۔اسی اثناء میں عبداللہ بن قمیئہ نے آنحضورؐ پر تلوار سے وار کیا مگر حضرت اُمّ عمّارہؓ نے وہ وار اپنے اوپر لیا جس سے کندھے پر بہت گہرا زخم آیا مگر اس کے باوجود آپؓ نے اُس پر جوابی حملہ کیا۔وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا۔اس دوران آپؓ کے دونوں بیٹے بھی وہاں پہنچ گئے اور ابن قمیئہ بھاگ گیا۔حضرت اُمّ عمّارہؓ کے پاس تلوار تو تھی مگر کوئی ڈھال نہ تھی اس لئے آنحضورؐ پر ہونے والے ہر وار کو اپنی تلوار یا اپنے جسم پر لے لیتیں۔آنحضورؐ یہ سب دیکھ رہے تھے۔اسی اثناء میں آنحضورؐ نے ایک مسلمان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: او بھاگنے والے! اپنی ڈھال تو اُن کو دیتے جاؤ جو لڑ رہے ہیں۔اس پر وہ آدمی اپنی ڈھال وہیں پھینک کر بھاگ گیا۔حضرت اُمّ عمّارہؓ نے وہ ڈھال اٹھا لی اور لڑنے لگیں۔اسی دوران آپؓ کا بیٹا عبداللہ شدید زخمی ہو کر گرا اور اُس کا بہت سا خون بہہ نکلا۔آپؓ نے اُس کی مرہم پٹی کی اور اُٹھاتے ہوئے کہا کہ جب تک دَم میں دَم ہے تب تک دشمن سے لڑو۔اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے دوبارہ اکٹھا ہونا شروع کر دیا اور خطرہ کچھ کم ہوا۔تاہم اس خطرناک وقت میں حضرت اُمّ عمّارہؓ نے غیر معمولی جرأت اور وفا کا نمونہ پیش کیا۔اسی لئے جنگ کے اختتام پر آنحضورؐ نے فرمایا:”اُمّ عمّارہ نے آج وہ کیا ہے جو اَور کسی نے نہیں۔“ اس پر انہوں نے اس دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنّت میں بھی آپؐ کا قرب عطا فرمائے۔آنحضورؐ نے اُسی وقت یہ دعا کی تو حضرت اُمّ عمّارہؓ نے کہا کہ اب مجھے اس زندگی میں کوئی دُکھ باقی نہیں رہا۔

غزوۂ اُحد میں حضرت اُمّ عمّارہؓ کو تیرہ زخم آئے جن میں سب سے گہرا کندھے کا زخم تھا جو بڑی دیر تک مندمل نہ ہو سکا۔جنگ کے اختتام پر آنحضورؐ اُس وقت تک گھر نہ تشریف لے گئے جب تک حضرت اُمّ عمّارہؓ کی مرہم پٹّی نہ ہو گئی۔آپؐ نے یہ بھی فرمایا:”جتنا حوصلہ اُمّ عمّارہ میں ہے وہ اَور کس میں ہوگا!“

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذّاب نے لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کی تو راستہ میں حضرت اُمّ عمّارہؓ کے بیٹے حضرت حبیبؓ اُس کو مل گئے۔ اُس نے اُن سے اپنی نبوّت تسلیم کرنے کو کہا مگر انہوں نے صاف انکار کیا اور اُس کے ہر سوال پر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللہ کہتے رہے۔ اس پر مسیلمہ نے انہیں بڑی بیدردی سے شہید کر دیا۔ یہ اطلاع ملی تو حضرت اُمّ عمّارہؓ نے قسم کھائی کہ یا تو وہ مسیلمہ کو ماردیں گی یا خود شہید ہو جائیں گی۔ آخر جنگ یمامہ میں جب آپؓ نے مسیلمہ کو دیکھا تو دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے اُس کی طرف بڑھیں۔ زخم پر زخم کھاتے ہوئے اُس کے قریب پہنچ کر جب برچھی سے وار کرنے لگیں تو مسیلمہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر گیا۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ نے دیکھا تو اُن کے بیٹے حضرت عبداللہؓ اور وحشی (جس نے اُحد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا مگر اب مسلمان ہو چکا تھا) وہاں کھڑے تھے اور اُن دونوں نے ہی مسیلمہ کو واصلِ جہنّم کیا تھا۔ ایک روز آپؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! قرآن مجید میں مردوں کا ذکر تو بہت ہوا ہے مگر عورتوں کا اتنا نہیں۔ اس موقع پر سورۃ الاحزاب کی آیت 36 نازل ہوئی جس میں ایسے مردوں اور عورتوں کی تفصیل ہے جن کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ بن ولید بھی حضرت اُمّ عمّارہؓ کا حال دریافت کرنے آپؓ کے ہاں جایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ تو آپؓ کو 'خاتونِ اُحد' کہہ کر یاد کرتے تھے۔ اُس دَور میں ایک دفعہ مالِ غنیمت میں بہت قیمتی ریشمی کپڑا آیا تو صحابہؓ نے کہا کہ اسے اپنی بہو صفیہؓ کو دے دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں، یہ مَیں اُس کو دوں گا جو اس کی حقدار ہے، مَیں یہ عمّارہ کو دوں گا۔ پھر فرمایا کہ مَیں نے اُحد کے دن رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ مَیں نے جب بھی اپنے دائیں یا بائیں دیکھا تو ہر طرف اُمّ عمّارہؓ کو اپنے سامنے لڑتے ہوئے پایا۔ چنانچہ وہ کپڑا اُن کو بھجوا دیا۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

(بحوالہ تذکار صحابیات از علامہ نیاز فتح پوری ماخوذ از خدیجہ جرمنی "سیرت صحابیات" نمبر 2011/1)

حضرت خولہؓ

اسی طرح ایک اور مسلمان صحابیہ حضرت خولہ بہادری کی وجہ سے مشہور ہیں انہوں نے بھی پردے کے احکام کے اندر رہ کر بے شمار جنگیں لڑیں اور دشمن کے حملوں کو ناکام بنایا۔

"۔۔۔ایک دفعہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو رومیوں کے ساتھ ایک معرکہ درپیش تھا جس میں رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اتنی کثیر تعداد تھی کہ خطرہ تھا کہ مسلمانوں کے پاؤں نہ اکھڑ جائیں۔ وہاں مسلمانوں نے ایک نقاب پوش زرہ بکتر میں بندسوار کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ پلٹ پلٹ کر دشمن کی فوج پر حملے کر رہا ہے اور جدھر جاتا ہے کشتوں کے پشتے لگا دیتا ہے صفیں چیر دیتا ہے اور پھر دوسری طرف سے صفیں چیرتا ہوا واپس نکل آتا ہے۔ چنانچہ مسلمان لشکر نے آپس میں باتیں شروع کیں کہ یہ تو ہمارے سردار خالد بن ولید کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ سیف اللہ کے سوا، اللہ کی تلوار کے سوا کس کی شان ہے کہ اس شان کے حملے کرے۔ اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ خالد بن ولید خیمے سے باہر آرہے ہیں بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے کہا اے سپہ سالار! یہ کون ہے اگر آپ نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے بھی نہیں پتہ۔ میں تو پہلی دفعہ اس قسم کا جوان دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ اس حالت میں آخر وہ جوان واپس لوٹا جس کو وہ جوان سمجھ رہے تھے کہ خون سے لت پت تھا اور اس کا گھوڑا بھی دم توڑنے کو تیار تھا پسینے میں شرابور وہ اترا تو خالد بن ولید آگے بڑھے۔ انہوں نے کہا اے اسلام کے مجاہد! بتا تو کون ہے؟ ہماری نظریں ترس رہی ہیں تجھے دیکھنے کے لئے اپنے چہرہ سے پردہ اتار۔ اس نے سنی ان سنی کر دی۔ نہ زرہ اتاری نہ پردہ اتارا۔ خالد بن ولید حیران ہوگئے کہ اتنا بڑا مجاہد اور اطاعت کا یہ حال ہے۔ انہوں نے پھر تعجب سے کہا کہ اے جوان! ہم تو ترس رہے ہیں تجھے دیکھنے کے لئے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے چہرے سے پردہ اُتار۔ اس نے کہا اے آقا! میں نافرمان نہیں ہوں لیکن مجھے اللہ کا حکم یہ ہے کہ تو نے پردہ نہیں اتارنا۔ میں عورت ہوں میرا نام خولہ ہے اور انہوں نے پردہ نہیں اتارا۔"

(بحوالہ الاسلام ترجمہ فتوح الشام صفحہ 99 تا 101) (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مستورات سے خطابات، خطاب 27 دسمبر 1982، صفحہ 16 تا 17)

حضرت اسماءؓ

حضرت اسماءؓ حضرت زبیر بن عوام کی بیوی تھیں۔ وہ بہت مفلس اور تنگدست تھے۔ ان کی ساری متاع ایک گھوڑے اور ایک اونٹ پر مشتمل تھی۔۔۔"ایک دن حضرت اسماءؓ کھجور کی گٹھلیوں کا گٹھا سر پر لادے چلی آرہی تھیں۔ راستے میں رسول کریمؐ اپنے کچھ اصحاب کے ہمراہ مل گئے۔ رحمت دو عالمؐ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور چاہا کہ اسماءؓ اس پر سوار ہو جائیں۔ اسماءؓ اپنی شرم کی وجہ سے اونٹ پر نہ بیٹھیں اور گھر اپنے شوہر زبیرؓ سے سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ "سبحان اللہ سر پر بوجھ لادنے سے ہوئے شرم نہ آئی۔"

(بحوالہ تاریخ اسلام کی نامور خواتین صفحہ 169)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے ایک خطاب میں قرونِ اولیٰ کی ان دلیر اور باحیا خواتین مبارکہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت سمیہؓ

"۔۔۔ابتدائے اسلام کی ایک عورت کا بھی میں آپ کو واقعہ سناتا ہوں۔ آپ کو تو ہر واقعے میں گرمی لگتی ہے۔ حضرت سمیہؓ کا یہ حال تھا کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں تو اس جرم کی سزا میں اور ان کو ارتداد پر مجبور کرنے کے لئے پورا زرہ بکتر پہنا کر دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر کھڑا کر دیا جاتا تھا یہاں تو درجہ حرارت 120 تک پہنچتا ہے عرب میں صحرا میں 140 تک بھی پہنچ جاتا ہے اور ان کے حواس مختل ہو جایا کرتے تھے۔ اس وقت ان سے پوچھا جاتا تھا۔ تو روایتوں میں آتا ہے کہ ان کو بات سمجھ نہیں آتی تھی اس قدر شدت گرمی اور تکلیف سے وہ پاگل ہوئی ہوتی تھیں۔ پھر ان کو ایذاء دینے والے اوپر کی طرف انگلی اٹھاتے تھے اور تب وہ سمجھتی تھیں کہ کہتے ہیں کہ خدائے واحد کا انکار کردو۔ تو بات کرنے کی تو طاقت نہیں تھی سر ہلا دیا کرتی تھیں کہ یہ انکار نہیں ہوگا۔ ایسی بھی پردہ پوش مستورات اسلام میں گزری ہیں۔

حضرت اُمِّ شعیب

پھر حضرت اُمِّ شعیبؓ کا واقعہ آتا ہے ان کے ساتھ بھی دشمن یہی سلوک کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا جب انہیں تکلیف دی جارہی تھی اور حالت یہ تھی کہ اس عورت کا بیٹا بھی یہ نظارہ کر رہا تھا اور اس کا خاوند بھی نظارہ کر رہا تھا اور کچھ پیش نہیں جاتی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عمار صبر کرو، اے اُمِ عمار صبر کرو اور اے اُمِ عمار کے خاوند تم بھی صبر کرو کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مستورات سے خطابات، خطاب 27 دسمبر 1982، صفحہ 16 تا 17)

(باقی ان شاء اللہ آئندہ)

طلوع وغروب آفتاب

11 مارچ 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	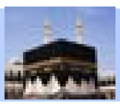	05:17	18:29
مدینہ منورہ	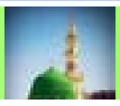	05:17	18:29
قادیان	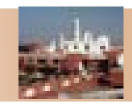	05:23	18:34
ربوہ	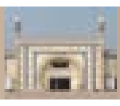	05:03	18:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:56	18:01